صاحب ایمان واخلاص مسلمانوں کے لئے دوسری اہم اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ زوال پذیر مغربی ثقافت کے ماہرین کی سب سے بڑی کوشش یہ ہے کہ کمزور مغربی مفاہیم کو جو غیر انسانی افکار وعقائد، شیطانی خواہشات اور مادی حرص وطمع پر مشتمل ہیں، دنیا کے تمام لوگوں پر مسلط کردیں یہاں تک کہ دنیا کے کمزور ملکوں کے انفرادی واجتماعی قوانین کو بھی ان ذلت آمیز مغربی مفاہیم وعقائد کا پیرو بنادیں چنانچہ قاہرہ اور بیجنگ کی دستاویزوں میں اس کی نظیریں دیکھی جاسکتی ہیں۔

لہذا مخلص اور آزادی پسند خواتین کی ذمہ داری ہے کہ حقیقی اسلامی منابع وماخذ سے اپنے حقیقی حقوق کی شناخت کے ساتھ اس ثقافتی تجاوز کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور دنیا والوں کو مسلمان عورت، انسانی حقیقت اور اس کے ربانی جوہر کا جلوہ دکھادیں۔

۲۰ رجمادی الثانی نور نبوت حضرت فاطمہ زہرا(س) کی ولادت کی سالگرہ کا دن ہے۔ میں اس مبارک موقع پر دنیا کی تمام مسلم خواتین کی خدمت میں پر خلوص مبارکباد پیش کرتا ہوں اور خداوند عالم کی بارگاہ عالیہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ انہیں تمام حقوق سے مالامال کرتے ہوئے یہ توفیق عنایت فرمائے کہ وہ معاشرے کے تمام سماجی، ثقافتی، سیاسی اور اقتصادی امور میں باقاعدہ حصہ لے سکیں۔

محمد علی تسخیری
صدر، سازمان فرہنگ وارتباطات اسلامی
جنرل سکریٹری، مجمع جہانی اہلبیت

اسلام میں پردے کا فلسفہ

استاد شہید مرتضیٰ مطہری

پردے کے سلسلے میں بیان کئے جانے والے فلسفے میں بیشتر وہ توجیہیں تھیں جنہیں پردے کے مخالفین نے خود گھڑ لیا تھا' انہوں نے چاہا کہ وہ اس مسئلہ کو خواہ وہ پردے کی اسلامی صورت ہی کیوں نہ ہو' غیر منطقی اور نامعقول امر کے طور پر پیش کریں۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مسئلہ کو آغاز ہی سے غیر ضروری سمجھے تو اس کی توجیہ بھی اس کے بیکار ہونے پر مبنی ہوگی۔ اگر یہ بحث کرنے والے اس مسئلہ کو غیر جانبدارانہ طریقے سے جانچتے تو انہیں معلوم ہوجاتا کہ اسلامی پردے کے فلسفے کو ان کی کسی مہمل اور بے بنیاد گفتگو سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

ہم اسلام کے نقطۂ نظر سے پردے کے لئے ایک خاص فلسفے کے قائل ہیں جو ازروئے عقل قابل قبول ہے اور تجزیہ وتحلیل کے اعتبار سے ہم اسے اسلام میں پردے کی بنیاد قرار دے سکتے ہیں۔

پردے کے لغوی معنی

قبل اس کے کہ ہم اس بارے میں استنباط کریں' اس نکتہ کی طرف توجہ دینا ضروری ہے کہ پردہ جسے لغت عرب میں حجاب کہا جاتا ہے' لغوی اعتبار سے کس کس مفہوم کا حامل ہے؟ لفظ حجاب پہناوا اور پردہ دونوں مفہوم میں آیا ہے لیکن بیشتر پردے ہی کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ اس لفظ کو پہناوے کے مفہوم میں اس لئے لیا گیا ہے کہ پردہ پہناوے کا ذریعہ ہے اور شاید ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اصل لغت کے اعتبار سے ہر پہناوا حجاب نہیں بلکہ صرف وہی پہناوا حجاب ہوگا جو چہرے کو ڈھانپ دے۔ حضرت سلیمانؑ کے واقعے میں قرآن مجید اس طرح توصیف کرتا ہے:

حتّٰی تَوَارَتْ بِالحِجَابِ (سورہ ص۔ آیت ۳۲)

یعنی یہاں تک کہ سورج پس پردہ چھپ گیا۔

قلب وشکم کے درمیان واقع ہونے والے پردے کو بھی حجاب کہا جاتا ہے۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے مالک اشتر کو جو دستور العمل دیا ہے اس میں آپ فرماتے ہیں: فلاتطولن .... عن رعیتک یعنی زیادہ تر لوگوں کے درمیان رہو اور گھر بیٹھ کر اپنے آپ کو ان سے پوشیدہ نہ رکھو۔

دیکھو حاجب اور دربان تمہیں لوگوں سے جدا نہ کرے بلکہ تم خود ان کے درمیان جاؤ اور ان سے رابطہ رکھو تاکہ کمزور اور لاچار افراد اپنی ضرورتوں اور شکایتوں کو تم سے بیان کر سکیں اور تم ان سے بے خبر نہ رہو۔

ابن خلدون کے مقدمہ میں "فصل فی الحجاب کیف یقع فی الدول وانہ یعظم عند الھرم" کے عنوان سے ایک باب قائم ہے۔ اس باب میں وہ بیان کرتا ہے کہ حکومتیں اپنی تشکیل کے ابتدائی زمانے میں اپنے اور عوام کے درمیان کوئی حجاب یا فاصلہ نہیں رکھتیں لیکن آہستہ آہستہ حکمراں اور عوام کے درمیان ایک وسیع پردہ حائل ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں ناگوار صورت حال رونما ہوتی ہے۔ ابن خلدون نے اس عبارت میں لفظ حجاب کو پہناوا نہیں بلکہ پردہ کے مفہوم میں استعمال کیا ہے۔

عورت کے پردے کے بارے میں لفظ حجاب کا استعمال تقریباً ایک نئی اصطلاح ہے۔ زمانۂ قدیم اور خاص کر اصطلاح فقہاء میں لفظ "ستر" پردے کے معنی میں آیا ہے۔ کتاب الصلوۃ ہو یا کتاب النکاح' فقہانے ہر جگہ پہناوے کے مفہوم میں لفظ حجاب کو نہیں بلکہ ستر کو استعمال کیا ہے۔

بہتر تو یہ تھا کہ لفظ ستر کو لفظ حجاب سے بدلا نہ جاتا اور ہم اسے ستر ہی کہتے' اس لئے کہ لفظ حجاب کا استعمال عام طور پر پردے کے مفہوم میں ہوتا ہے اور اگر اسے ستر کے مفہوم میں لایا جائے تو وہ عورت کے پس پردہ ہونے کی نشاندہی کرتا ہے اور یہی امر اس بات کا سبب ہوا کہ بیشتر افراد یہ گمان کرنے لگے کہ اسلام کا منشاء یہ ہے کہ عورتیں پس پردہ اور گھروں میں مقید رہیں اور باہر نہ نکلیں۔ اسلام نے عورتوں کے لئے جو پردہ واجب قرار دیا ہے' اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ گھر سے باہر نہ نکلیں۔ اسلام عورتوں کو گھروں میں بند کرنے اور قیدی بنانے کا حامی نہیں ہے۔ عورتوں کو سختی کے ساتھ گھروں میں بند کرنے کی جو رسم قدیم ہند اور ایران میں پائی جاتی تھی' اسلام میں قطعاً اس کا وجود نہیں ہے۔

اسلام میں عورت کا پردہ یہ ہے کہ وہ مردوں کے ساتھ رہن سہن میں اپنے بدن کو ڈھانپے اور نمائش نہ کرے۔ اس سے متعلق قرآن مجید کی آیتیں بھی اسی مفہوم کو ظاہر کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ فقہا کے فتوے بھی اس امر کی تائید کرتے ہیں۔ ہم آگے چل کر اس پردے کے حدود کو قرآن وسنت کے منابع سے پیش کریں گے۔ پردے سے متعلق آیات میں لفظ حجاب کا استعمال عمل میں نہیں آیا۔ وہ سورہ نور ہو یا سورۂ احزاب' اس بارے میں جہاں کہیں جو آیت بھی آئی ہے' اس میں لفظ حجاب کو استعمال کئے بغیر زن و مرد کے روابط اور پردے کے حدود کا تذکرہ ہے۔ وہ آیت جس میں لفظ حجاب استعمال ہوا ہے' اس کا تعلق پیغمبر اسلام کی ازواج سے ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ قرآن مجید میں ازواج رسولؐ کے بارے میں خاص احکامات وارد ہوئے ہیں۔ پہلی آیت جو اس سلسلے میں نازل ہوئی اس کا آغاز اس جملے سے ہوتا ہے:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (سورہ احزاب۔ آیت ۳۲)

یعنی اے رسولؐ کی بیویو تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

اسلام کی یہ خصوصی عنایت ہے کہ اس نے ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی حیات میں یا بعد رحلت اپنے گھروں میں رہنے کی تاکید کی ہے اور اس میں معاشرتی اور سیاسی مقاصد کا دخل رہا ہے۔ قرآن مجید واضح طور پر حکم دیتا ہے: وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ (سورہ احزاب۔ آیت ۳۳) یعنی اے ازواج رسول! تم اپنے گھروں میں بیٹھی رہو۔ اسلام نے یہ چاہا کہ "امہات مومنین" جو بہر طور مسلمانوں کے نزدیک قابل احترام ہیں' وہ اپنے احترام کو غلط انداز میں استعمال نہ کریں اور بھولے سے بھی سیاسی اور سماجی مسائل میں خود غرض اور فتنہ پرور عناصر کی آلہ کار نہ بنیں۔ جیسے کہ یہ بات ہم پر واضح ہے کہ امہات المومنین میں سے ایک ام المومنین نے اس حکم کی خلاف ورزی کر کے ناگوار سیاسی فتنوں کو عالم اسلام میں راہ دی۔ اگرچہ بعد میں خود انہیں بھی اس بات کا افسوس رہا اور کہا کرتی تھیں: مجھے یہ گوارا تھا کہ پیغمبرؐ خدا سے میری اولادیں ہوتیں اور وہ تلف ہو جاتیں مگر کاش کہ میں اس فتنے میں شریک نہ ہوتی۔

آپ کے بعد آپ کی ازواج کی کسی اور سے تزویج کی ممانعت کا سبب میرے پیش نظر یہی ہے کہ کوئی دوسرا شوہر اپنی زوجہ کی شہرت اور اس کے احترام سے یقیناً ناجائز فائدہ اٹھاتا اور نئے

حادثے رونما ہوتے، اس بنا پر اگر کہیں ازواج رسولؐ کے بارے میں اس سے بھی زیادہ سخت اور شدید حکم پایا جائے تو اس کا سبب یہی ہے۔

بہر حال وہ آیت جس میں لفظ "حجاب" آیا ہے سورۂ احزاب کی آیت ۵۳ ہے جہاں ارشاد ہوتا ہے: "وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ" یعنی جب پیغمبرؐ کی بیویوں سے کوئی چیز مانگنا ہو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو۔

تاریخ وحدیث کی اصطلاح میں جہاں کہیں بھی آیۂ حجاب کا تذکرہ ہوا ہے۔ مثلاً یہ کہا گیا ہے: آیۂ حجاب کے نزول سے قبل ایسا تھا یا آیۂ حجاب کے نازل ہونے کے بعد ایسا ہوا تو اس سے یہی آیت مراد ہے جو ازواج رسولؐ سے متعلق ہے نہ کہ سورۂ نور کی آیات جن میں ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ......
وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ ......
(سورۂ نور آیات ۳۰-۳۱)

یا سورۂ احزاب کی آیت جہاں ارشاد ہوتا ہے: يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ....
(سورۂ احزاب۔ آیت ۵۹)

لیکن مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ فقہا کے درمیان رائج اصطلاح ستر اور ملبوس کی بجائے لفظ پردہ اور پردہ داری کیوں کر آنے لگا ہے۔ شاید یہ بات اس وجہ سے پیش آئی کہ اسلامی پردے کو دوسری اقوام کے پردوں پر قیاس کیا گیا۔ ہم اس موضوع پر آگے چل کر زیادہ وضاحت سے گفتگو کریں گے۔

پردہ کی اصل صورت:

حقیقت امر یہ ہے کہ ستر یا دور حاضر کی اصطلاح میں پردہ کے مسئلہ میں بات یہ نہیں ہے کہ عورت ستر کے ساتھ بھرے مجمع میں آئے یا عریاں؟ بلکہ مقصود یہ ہے کہ کیا مرد عورت سے لذت گیری اور اس کی خواہشات کی تکمیل بلاعوض اور عام ہونی چاہئے؟ کیا مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ہر عورت سے ہر محفل میں باستثنائے زنا زیادہ سے زیادہ لذت حاصل کرے؟

اسلام کہ جس کی نظر مسائل کی اصلیت پر ہے جواب دیتا ہے: نہیں مرد صرف گھریلو ماحول اور مضبوط عہد و پیمان کے ساتھ ازدواجی قانون کے دائرے میں عورت کو بیوی کی حیثیت سے اپنے تصرف میں لا سکتا ہے لیکن معاشرہ میں کسی نامحرم عورت سے استفادہ قطعاً ممنوع ہے۔ نیز عورت کے لئے بھی یہی پابندی ہے۔

پس اصل مسئلہ، جنسی خواہش کو شرعی بیویوں اور گھریلو زندگی تک محدود رکھنے یا جنسی لذت کے حصول کو پورے معاشرے کی حد تک بے قید اور وسیع کردینے کا ہے۔ تاہم اسلام پہلی روش کا حامی ہے۔

یہ درست ہے کہ مسئلہ کی ظاہری صورت یہ ہے کہ عورت کیا کرے؟ وہ ستر کے ساتھ باہر آئے یا عریاں؟ یعنی جو چیز عنوان مسئلہ قرار پاتی ہے وہ عورت ہے اور کبھی کبھی اس مسئلہ کو بڑے ہمدردانہ انداز سے پیش کیا جاتا ہے کہ کیا محکومیت، اسیری اور پردہ نشینی سے بہتر نہیں ہے کہ عورت آزاد فضا میں سانس لے؟ لیکن باطن میں کچھ اور بات ہے اور وہ یہ ہے کہ مرد کو عورت سے بیوی کے علاوہ، جنسی استفادہ میں مطلق آزادی ہونی چاہئے یعنی اس مسئلہ میں جو فائدہ مرد کو پہنچ رہا ہے وہ عورت کو نہیں۔ بقول ویل ڈورینٹ:

"اونچے دامن کے کرتے سوائے درزیوں کے تمام دنیا کے لئے ایک نعمت ہیں۔"

پس اصل مسئلہ، جنسی خواہش کو شرعی بیویوں اور گھریلو زندگی تک محدود رکھنے یا جنسی لذت کے حصول کو پورے معاشرے کی حد تک بے قید اور وسیع کردینے کا ہے۔ تاہم اسلام پہلی روش کا حامی ہے۔

اسلام کے نقطہ نظر سے گھر بسانے اور رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونے کے عمل میں جنسی لذت کے حصول کی محدودیت باعتبار نفسیات ایک صاف ستھرے ماحول کو پیش کرتی ہے، باعتبار خاندان، خاندان کے افراد کے تعلقات میں استحکام اور بیوی میں مکمل ہم آہنگی پیدا کرتی ہے، باعتبار معاشرہ لوگوں کی کارکردگی کی اہلیت اور توانائی کا تحفظ کرتی ہے اور مرد کے مقابل عورت کی حیثیت اور اس کی منزلت کو بڑھاتی ہے۔

اسلامی پردے کا فلسفہ ہماری نظر میں چند نکات میں منحصر ہے جن میں سے کچھ نفسیاتی پہلو کے حامل ہیں کچھ گھر اور کنبہ سے متعلق ہیں' کچھ سماجی امور سے وابستہ ہیں اور کچھ عورت کی سربلندی اور احترام میں اضافہ سے مربوط ہیں۔

اسلام میں پردے کا مسئلہ مکمل اور محکم اصولوں پر استوار ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ تمام جنسی لذتیں خواہ ان کا تعلق دیکھنے سے ہو یا چھونے سے' سب گھریلو ماحول اور ازدواجی قانون کے دائرہ میں منحصر رہیں اور بیرونی فضا صرف کام کاج کے لئے ہو۔ عصر حاضر میں اس مغربی اسلوب کے برخلاف کہ جہاں کام کاج کو شہوت سے ملا دیا گیا ہے' اسلام چاہتا ہے کہ ان دونوں فضاؤں کو ایک دوسری سے جدا کر کے رکھا جائے۔

اب ہم اوپر بیان کئے ہوئے چار امور کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں:

ا۔ سکون نفس:

مرد و زن کے درمیان پردہ کا نہ ہونا اور ان کی بے لگام آزادی نفسانی خواہشات و ہیجانات میں اضافے کا باعث ہوتی ہے اور سیکس کے تقاضے کو ایک نفسانی پیاس اور کبھی پوری نہ ہونے والی تمنا کی صورت بخشتی ہے۔ خواہشات نفس' طاقتور' عمیق اور سمندر صفت غریزہ ہیں کہ جن کی جتنی فرمانبرداری کی جائے اتنی ہی سرکش ہو جاتی ہیں' بالکل آگ کی طرح کہ اسے جتنی خوراک دی جائے اس کا شعلہ اتنا ہی بلند ہوتا جائے گا۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے ہمیں دو چیزوں پر توجہ رکھنی چاہئے:

ا۔ تاریخ جس طرح دولت کے پجاریوں کا تذکرہ کرتی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ وہ کس طرح حرص و طمع کے ساتھ مال و دولت سمیٹنے کے درپے تھے' وہ جتنا مال جمع کرتے تھے' ان کی حرص

> **آخر مغربی دنیا میں نفسیاتی بیماریوں کی اتنی بہتات کیوں ہے؟ اس کا سبب یہی جنسی آزادی اور سیکس کی وہ ترغیبات ہیں جو انہیں اخباروں' رسالوں' سنیماؤں' تھیٹروں اور سرکاری و غیر سرکاری تقریبات' یہاں تک کہ سڑکوں اور گلیوں میں بھی ملتی ہیں۔**

میں اتنا ہی اضافہ ہوتا چلا جاتا تھا۔ اسی طرح جنسی مسائل میں حریص افراد بھی اس کے موضوع گفتگو سے خارج نہیں ہیں۔ اس قسم کے افراد مہ جبینوں کے تصرف و تملک میں کسی ایک حد پر آکر نہیں رکے اور حرم سراؤں کے مالکوں بلکہ ہر صاحب استطاعت شخص کا یہی وطیرہ رہا ہے۔

"ایران ساسانیوں کے دور میں" نامی کتاب کے مصنف "کرائسٹ سن" اپنی کتاب کے نویں باب میں لکھتے ہیں:

"خسرو پرویز کے حرم میں تین ہزار پری زادیوں کی موجودگی کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ اس شہریار کو سیری نہیں ہوتی تھی۔ بیوہ عورتیں' صاحب اولاد خواتین اور حسین دوشیزائیں جہاں کہیں بھی اسے دکھائی دے جاتیں' وہ انہیں اپنے حرم میں شامل کر لیتا اور جب اس کا دل ان سے بھر جاتا تو وہ اپنے گورنروں کو اپنی پسند کی عورت کے حصول کے لئے فرمائش کرتا' چنانچہ جب انہیں ویسی عورت مل جاتی تو وہ اسے بادشاہ کی خدمت میں پیش کر دیا کرتے تھے۔"

اس طرح کے واقعات ہمیں قدیم تاریخ میں بکثرت ملتے ہیں۔ دور حاضر میں ان حرم سراؤں کی صورت بدل گئی ہے' اس فرق کے ساتھ کہ اب یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی خسرو پرویز اور ہارون الرشید جیسے اختیارات کا حامل ہو۔ اس دور میں فرنگی تجدد کی برکت سے خسرو پرویز و ہارون الرشید کے اختیارات کا لاکھواں حصہ رکھنے والا شخص بھی عورتوں سے انہی کے برابر خوشنودی حاصل کر سکتا ہے۔

۲۔ کبھی آپ نے سوچا ہے کہ انسان میں حس "تغزل" کیسی حس ہے۔ عالمی ادبیات کا ایک حصہ عشق و غزل سے عبارت ہے۔ ادبیات کے اس حصہ میں مرد اپنے محبوب و معشوق کی مدح سرائی کرتا ہے۔ اس کے آگے سر نیاز خم کرتا ہے' اسے بڑا اور خود کو چھوٹا ظاہر کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اس کی معمولی سی عنایت کا نیاز مند قرار دیتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا معشوق سیکڑوں ہستیوں کو اپنی اک نگاہ ناز سے خرید سکتا ہے۔ پس کیا سبب ہے کہ مرد عجز و نیاز اور اس کے فراق میں دردمندانہ انداز سے فریاد کرتا ہے۔

یہ سب کچھ کیا ہے۔ آخر کیوں انسان اپنی تمام ضرورتوں کے بارے میں ایسا نہیں کرتا۔ آج تک کبھی آپ نے ایسا دیکھا ہے کہ ڈالر کا ایک پرستار 'ڈالر کے لئے اور ایک جاہ پسند اپنے مقام و منصب کے لئے "غزل سرائی" کرے؟ کیا اب تک کسی نے روٹی کے لئے غزل سرائی کی ہے' کیوں ہر انسان دوسرے کے اشعار دغزل کو پسند کرتا ہے؟ ایسا کیوں ہے کہ سب لوگ دیوان حافظ سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ کیا اس کی وجہ اس کے سوا کچھ اور بھی ہے کہ ہر شخص اسے ایک ایسے عمیق فطری میلان یا غریزہ پر منطبق دیکھتا ہے جو اس کے پورے وجود پر چھایا ہوا ہے۔ کس قدر غلطی پر ہیں وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ صرف اقتصادی لوگوں کی بھاگ دوڑ اور فعالیت کا تنہا بنیادی سبب ہے۔

انسان نے جس طرح روحانی امور کے لئے مخصوص موسیقی مرتب کی ہے اسی طرح اپنے جنسی میلانات کے لئے بھی ایک خاص قسم کی موسیقی ترتیب دے رکھی ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ روٹی اور پانی جیسی ناگزیر مادی ضروریات کے لئے اس کے پاس کوئی موسیقی نہیں ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ تمام عشقیات کا تعلق جنس سے ہے اور میرا یہ بھی مقصد نہیں ہے کہ حافظ 'سعدی اور تمام غزل گو شعراء نے محض جنسی میلان کی زبان سے گفتگو کی ہے۔ ان کی متذکرہ محبت کا انداز کچھ اور ہے 'جس پر الگ سے گفتگو کی ضرورت ہے۔

لیکن امر مسلّم یہ ہے کہ اکثر اظہار عشق اور بیشتر غزلیں وہ ہیں جنہیں مرد نے عورت ہی کے لئے مخصوص کیا ہے۔ ہمارے لئے یہ جاننا ہی کافی ہے کہ عورت کی جانب مرد کا میلان 'روٹی اور پانی کی طرف رغبت کی طرح نہیں ہے 'کیونکہ جہاں پیٹ بھرنے سے انسان قانع اور مطمئن ہو جاتا ہے 'اس کے برعکس عورت کے باب میں یہ توجہ حرص وہوس اور تنوع پسندی کی صورت اختیار کرتی ہے یا عاشقی

وغزل سرائی میں بدل جاتی ہے۔

بہر حال اسلام نے اس پُر جوش جبلت کی حیرت ناک توانائی پر پوری توجہ دی ہے۔ چنانچہ فتنہ نگاہ، عورت سے خلوت کے خطرے اور اس پُر خطر جذبے کے بارے میں کہ جو مرد اور عورت کو باہم ملا دیتا ہے 'بہت سی روایات موجود ہیں۔

اسلام نے اس فطری جذبے کو قابو میں لانے اور اس میں توازن پیدا کرنے کی طرف توجہ دی ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں نگاہ کرنے اور دیکھنے کی بابت مرد وزن 'دونوں پر ایک مشترکہ فرض عائد کیا ہے:

"قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ......"

"وَقُلْ لِلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ......"

(سورہ نور۔ آیات ۳۰۔۳۱)

اس دستور کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت اور مرد ایک دوسرے پر نظر نہ کریں۔ آپس میں ہوسناک نگاہوں کا تبادلہ عمل میں نہ لائیں اور لذت اندوزی کے قصد سے آنکھیں چار نہ کریں۔ عورتوں کے لئے ایک خاص فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنے بدن کو بیگانہ مردوں سے چھپائے رکھیں اور معاشرہ میں جلوہ نمائی اور دلربائی سے احتراز کریں۔ کسی طرح کسی صورت اور کسی بھی بہانے سے ایسا عمل بجا نہ لائیں جو غیر مردوں کی توجہ اور تحریک کا باعث ہو۔

نفس انسانی بڑی حد تک اثر پذیر ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ اس کی تحریک پذیری ایک خاص حد تک محدود ہے اور اس کے بعد آگے نہیں بڑھتی۔

بلا تمیز مرد وزن 'انسان جس طرح دولت 'حصول منصب اور مقام عزو وقار سے سیر نہیں ہوتا اسی طرح جنسی معاملات میں بھی اسے سیری نہیں ہوتی۔ کوئی مرد حسین چہروں کی دید اور کوئی عورت مردوں کو متوجہ کرنے اور ان کے دلوں پر قبضہ جمانے کی خواہش سے اور بالآخر کوئی دل ہوس سے سیر نہیں ہوتا۔

پھر یہ لامحدود خواہش کسی صورت میں

پوری ہونے والی نہیں۔ وہ ایک طرح کے احساس محرومیت سے دوچار رہتی ہے اور آرزوؤں میں ناکامی بجائے خود باطنی نقائص اور نفسیاتی بیماریوں کی آماجگاہ ہے۔

آخر مغربی دنیا میں نفسیاتی بیماریوں کی اتنی بہتات کیوں ہے؟ اس کا سبب یہی جنسی آزادی اور سیکس کی وہ ترغیبات ہیں جو انہیں اخباروں، رسالوں، سینماؤں، تھیٹروں اور سرکاری و غیر سرکاری تقریبات، یہاں تک کہ سڑکوں اور گلیوں میں بھی ملتی ہیں۔

لیکن اسلام میں خصوصی طور پر عورتوں کے لئے ستر یا پردے کا حکم اس لئے آیا ہے کہ ان میں خود نمائی اور خود آرائی کی خواہش شدت سے پائی جاتی ہے۔ قلب و ذہن پر تصرف کے اعتبار سے مرد شکار ہے اور عورت شکاری۔ جبکہ جسم و جان پر تصرف کے اعتبار سے عورت شکار ہے اور مرد شکاری۔ بناؤ سنگھار اور خود آرائی پر عورت کی دائمی توجہ اس کے اسی شکاریانہ طرز احساس کا مظہر ہے۔ دنیا کے کسی حصہ میں یہ بات دیکھنے میں نہیں آتی کہ مرد بدن کی جھلک دکھانے والا لباس زیب تن کرے اور ہیجانات کو برانگیختہ کرنے والے سنگھار سے اپنے آپ کو زینت بخشے۔ یہ عورت کا عمل ہے کہ وہ اپنے فطری میلان کے تحت دلربائی کے انداز اختیار کرے اور مردوں کو اپنی محبت کا اسیر بنائے۔ چونکہ حد سے بڑھا ہوا بناؤ سنگھار اور نیم برہنگی کی کیفیت عورت کے انحراف اور کجروی کی علامت ہے۔ اس لئے پردے کا حکم بھی اسی کے لئے صادر ہوا ہے۔

جنسی جبلت کی طوفان خیزیوں اور برٹرینڈ رسل جیسے افراد کے دعووں کے برعکس یہ بات مسلم کہ جنسی جذبہ کو آزاد چھوڑ دینے اور جذبات کو ابھارنے کے وسائل کی فراہمی سے یہ جذبہ ہرگز سیر نہیں ہوتا۔ مردوں کی نظر بازی اور عورتوں میں بناؤ سنگھار کے میلان کے بارے میں ہم دیگر موقع پر گفتگو کریں گے۔

۲۔ خاندانی روابط میں استحکام

اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ہر چیز جو خاندانی روابط میں استحکام کا باعث ہو، میاں بیوی کے درمیان خلوص پیدا کرنے اور گھریلو ماحول کے لئے مفید ہو، اس کو عمل میں لانے کے لئے تمام ترکوششوں کو بروئے کار لایا جانا چاہئے۔ اس کے برعکس ہر وہ چیز جو زوجہ و شوہر کے روابط میں کمزوری اور سرد مہری کا باعث ہو، وہ گھریلو زندگی کے لئے باعث ضرر ہے لہذا نابود کر دینا چاہئے۔

ازدواجی زندگی کے دائرہ اور گھریلو فضا میں جنسی لذت اندوزی کا اختصاص، میاں بیوی کے رشتہ کو استحکام بخشتا ہے اور انہیں ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے۔

ستر پوشی کا فلسفہ اور غیر عورت سے جنسی تعلقات کی ممانعت کا سبب گھریلو ماحول کے نقطہ نظر سے یہ ہے کہ صرف انسان کی قانونی بیوی نفسیات کے اعتبار سے مرد کو خوشنودی عطا کرنے کا ذریعہ ہو، جبکہ جنسی آزادی کے ماحول میں نفسیاتی اعتبار سے قانونی بیوی ایک رقیب، رکاوٹ اور مرد پر داروغہ بھی جاتی ہے، جس کے نتیجے میں گھریلو ماحول میں دشمنی اور نفرت کی فضا قائم ہو جاتی ہے۔

آج کل نوجوانوں کا مختلف بہانوں کے ذریعے شادی سے انکار کا سبب بھی یہی بات ہے، حالانکہ پچھلے وقتوں میں شادی کا شمار نوجوان نسل کی دلی تمناؤں میں ہوتا تھا اور جب تک مغربی تہذیب نے عورتوں کو ایک بازاری جنس نہیں بنایا تھا، شب زفاف کو تخت شاہی سے کم نہیں سمجھتے تھے۔

گزشتہ ایام میں شادی طویل انتظار اور بڑی تمناؤں کے بعد انجام پذیر ہوتی تھی اور اسی لئے میاں بیوی ایک دوسرے کو اپنے لئے باعث سعادت و نیک بختی سمجھتے تھے لیکن آج ازدواج کے دائرے سے ہٹ کر جنسی لذت اندوزی کو اتنا فروغ حاصل ہے کہ اب شادی میں کوئی لذت باقی نہیں رہی ہے۔

لڑکے اور لڑکیوں کے آزادانہ میل جول نے شادی کو ایک ایسی صورت دے دی ہے

کہ اب اسے اخلاقی پند و نصائح یا جیسا کہ بعض اخبارات مشورہ دیتے ہیں 'زور اور زبردستی سے نوجوانوں پر مسلط کیا جائے۔

جنسی روابط کو گھریلو ماحول اور قانونی ازدواج کے دائرہ میں محدود کرنے والے معاشرے اور مرد وزن کے بے روک ٹوک میل جول کے حامی آزاد خیال معاشرے میں فرق یہ ہے کہ پہلے معاشرے میں شادی کرنے سے انتظار و محرومیت کا اختتام اور دوسرے معاشرے میں محرومیت اور پابندی کا آغاز ہوتا ہے۔ جنسی آزادی کے ماحول میں شادی کا بندھن لڑکے اور لڑکی کی آزادی کے دور کا خاتمہ کر دیتا ہے اور ان میں اس امر پر مجبور کرتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے وفادار بن کر رہیں۔ درآنحالیکہ اسلامی معاشرے میں شادی ان کی محرومیت اور انتظار کو ختم کر دیتی ہے اور ان کے لئے پیغام مسرت لاتی ہے۔

آزاد تعلقات کا طریقہ اوّل تو نوجوان نسل کو جہاں تک ہو سکے شادی اور خانہ آبادی سے روکتا ہے اور انہیں صرف اسی وقت اس اقدام کی طرف راغب کرتا ہے جب جوانی کا ولولہ اور نشاط 'ضعف اور سستی میں بدلنے لگتا ہے۔ ایسے موقع پر وہ عورت سے صرف اولاد کے متمنی ہوتے ہیں یا پھر اسے اپنی خدمت اور کام کاج کے لئے چاہتے ہیں۔ یہ طرز عمل ازدواجی بندھن کو کمزور کر دیتا ہے اور بجائے اس کے کہ ایک گہرا نہ عمیق محبت اور سچی چاہت کی بنیاد پر وجود میں آئے اور مرد وزن باہم ایک دوسرے کو اپنی سعادت کا سبب سمجھیں 'اس کے برعکس ان میں رقیبانہ انداز فکر پیدا ہوتا ہے اور وہ ایک دوسرے کو اپنی سلب آزادی کا سبب سمجھنے لگتے ہیں۔ آج کل کے خاص الفاظ میں وہ ایک دوسرے کو جیلر کہنے لگتے ہیں۔

جب کوئی لڑکا یا لڑکی یہ کہے کہ اس نے شادی کر لی ہے تو وہ کہتی ہے کہ اس نے اپنے لئے جیلر ڈھونڈ لیا ہے۔ یہ تعبیر کیوں ہوئی؟ اس لئے کہ وہ شادی سے پہلے آزاد تھی' جہاں چاہے جا سکتی تھی' جس کے ساتھ چاہے رقص کر سکتی تھی اور اسے کوئی کچھ کہنے والا نہیں تھا لیکن شادی کے بعد اب ان آزادیوں پر پابندی لگ گئی ہے۔ اگر ایک رات دیر سے گھر پہنچی تو شوہر باز پرس کرے گا کہ کہاں گئی تھی۔ اسی طرح مرد اگر کسی محفل میں بڑے جوش و خروش سے کسی عورت کے ساتھ محو رقص ہو تو اس کی بیوی اس پر معترض ہوگی۔ ظاہر ہے کہ ایسے ماحول میں گھریلو رابطہ کس قدر سرد اور ناقابل اطمینان ہوگا۔

برٹرینڈ رسل جیسے بعض افراد کا خیال ہے کہ آزادیوں پر پابندی کا مقصد فقط مرد کا اپنی نسل کے لئے اطمینان قلب کا حصول ہے۔ اس مشکل کو آسان کرنے کے لئے مانع حمل ادویات تیار کی گئی ہیں' جن کی بدولت عورت نسل پر اختیار رکھتی ہے لیکن یہاں مسئلہ صرف پاکی نسل کا ہی نہیں بلکہ ایک اور مسئلہ زوجین کے درمیان سچے اور پاک جذبات کا وجود اور ان میں مکمل اتحاد و یگانگت کی فضا کا قیام بھی ہے۔ یہ بات اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب زوجین غیروں اور نامحرموں سے پرہیز کریں۔ مرد کسی دوسری عورت پر نظر نہ رکھے اور عورت بھی ہمیشہ شوہر کے علاوہ کسی اور کی توجہات کو اپنی طرف مبذول کرنے کی دھن میں نہ رہے۔ علاوہ ازیں ہر قسم کے جنسی تعلقات سے صرف نظر کیا جائے حتی کہ شادی سے قبل کے مرحلہ میں بھی اس کا خیال رکھا جائے۔

علاوہ اس کے وہ شوہر دار عورت جو اس حد تک "ترقی یافتہ" ہو کہ رسل جیسے افراد کی پیروی میں "جدید جنسی اخلاق" پر عمل پیرا ہو اور اپنی محبت کا مرکز کسی غیر مرد کو بنائے اور رنگ رلیاں مناتی رہے تو کیا بھروسہ ہے کہ وہ مانع حمل دواؤں سے اپنے ناپسندیدہ قانونی شوہر سے قرار پانے والے حمل کو ضائع نہیں کرے گی اور اس کے بجائے اپنے محبوب کے نطفے سے پیدا ہونے والے فرزند کو قانونی شوہر سے نسبت نہ دے گی۔ یقیناً ایسی عورت یہی چاہے گی کہ اس کا بچہ اس کے پسندیدہ مرد سے ہو اور اس شخص کی نشانی نہ ہو وہ جو صرف قانونی حیثیت سے اس کا شوہر ہے۔ اسی طرح مرد بھی فطرتاً ایسی عورت سے صاحب اولاد ہونا چاہتا ہے، جسے وہ قلب کی گہرائیوں سے چاہتا ہو نہ کہ اس عورت سے جو زور قانون سے اس کے ساتھ وابستہ کی گئی ہو۔ یورپ کی دنیا نے عملاً یہ دکھا دیا ہے کہ احتیاطی تدابیر اور حمل زائل کرنے والے وسائل کی بہتات کے باوجود ناجائز بچوں کی تعداد وحشتناک حد تک بڑھ گئی ہے۔

(باقی آئندہ)